ماہِ رمضان المبارک
کے
خصوصی مضامین

کلمات تبریک

شیخ الادب حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم
محدث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

از

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی پی، ایچ، ڈی
ناظم انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹمل ناڈو انڈیا
چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
94441 92513

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت
انجمن قاسمیہ پیری میٹ
چنئی ٹمل ناڈو انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ رمضان المبارک
کے
خصوصی مضامین

کلمات تبریک

شیخ الادب حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم

محدث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

از

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی پی، ایچ، ڈی

ناظم انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹمل ناڈو انڈیا

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

94441 92513

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت

انجمن قاسمیہ پیری میٹ

چنئی ٹمل ناڈو انڈیا

تفصیلات

نام کتاب	ماہ رمضان المبارک کے خصوصی مضامین
کلمات تبریک	شیخ الادب حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم محدث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند
از	ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی سیکرٹری جمعیۃ علماء ٹمل ناڈو
سن اشاعت	2022
ناشر	شعبہ نشرواشاعت انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹمل ناڈو انڈیا

کتاب حاصل کرنے کا پتہ

Anjuman-e-Qasimiyah

21/25, E. K. Guru Street Periamet

Chennai Tamilnadu India

anjumanqasimiyah@gmail.com

94441 92513, 99402 51340

Ph : 98970 25231

Abdul Khaliq Madrasi
Professor
DARUL ULOOM
DEOBAND - 247554 U.P. INDIA

عبد الخالق المدراسي
الأستاذ بالجامعة الإسلامية
دارالعلوم ۔ دیوبند ۔ یوبي ۔ الهند

الرقم .... التاريخ ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعائیہ کلمات

از حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

ماہ رمضان المبارک، اللہ رب العزت کا بندوں کے لئے خاص تحفہ ہے جس کے بے شمار فضائل و برکات، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بیان کئے گئے ہیں، اور ان کو علماء امت نے اپنی کتابوں اور مضامین میں جمع کیا ہے، ان میں سے کچھ اکابر کے مضامین، عزیز مکرم جناب مولانا ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی زید فضلہ نے زیر نظر کتاب "ماہ رمضان کے مخصوص مضامین" میں یک جا کردئے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی افادیت کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

مرتب موصوف کو میں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں وہ ماشاء اللہ علمی و دینی کاموں میں مصروف ایک فعال عالم دین ہیں، اللہ رب العزت ان کی اس کتاب کو بھی قبول عام عطاء کرے اور مزید علمی و دینی خدمات کی توفیق سے نوازے۔ آمین

محتاج دعا

عبدالخالق مدراسی
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند
۱۶/۹/۱۴۴۳ھ = ۱۸/۴/۲۰۲۲ء

شیخ الادب استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم
محدث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزے کی خصوصیات و معنوی اثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ ﷺ والہ و اصحابہ وازواجه اجمعین

رمضان تمام مہینوں میں سے ایک ایسا مہینہ ہے جس کی نسبت خود اللہ نے اپنی طرف کی ہے جو مبارک مہینہ ہے جو روزوں کا مہینہ ہے جو اسلام کا مہینہ ہے، پاکیزگی تصفیہ وتطہیر کا مہینہ ہے عبادت وقیام کا مہینہ ہے ۔یہ وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کیلئے رہنما اور ھدایت ہے، حق و باطل کے امتیاز کی روشن صداقتیں رکھتا ہے تمام مہینوں پر اس کی فضیلت اور برتری کو آشکارا کیا۔ان عزتوں اور نمایاں فضیلتوں کی وجہ سے جو اس کیلئے قرار دیں اور اسکی عظمت کے اظہار کیلئے جو چیزیں دوسرے مہینوں میں جائز تھیں اس میں حرام کر دیں اور اس احترام کے پیش نظر کھانے پینے کی چیزوں سے منع کر دیا اور ایک واضح زمانہ اس کیلئے معین کر دیا۔خدائے بزرگ و برتر یہ اجازت نہیں دیتا کہ اسے اس سے موخر کر دیا جائے۔ پھر یہ کہ اس کی راتوں میں سے ایک رات کو ہزار مہینوں کی راتوں پر فضیلت دی اور اسکا نام" شب قدر" رکھ دیا۔ اس رات میں فرشتے اور روح القدس ہر اس امر کے ساتھ جو اسکا قطعی فیصلہ ہوتا ہے اسکے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے نازل ہوتے ہیں۔ وہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے جسکی برکت طلوع فجر تک قائم و برقرار رہتا ہے۔ اے اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل و صحابہ رضی اللہ عنہ اجمعین پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ہدایت فرما کہ ہم اس مہینہ کے فضل وشرف کو پہچانیں۔ اسکی عزت و حرمت کی بلندیوں کو جانیں اور اس کے روزے رکھنے میں ہمارے اعضاء کو نافرمانیوں سے روکنے اور ان کاموں میں مصروف رکھنے جو تیری خوشنودی کا باعث ہیں ہماری اعانت فرما تا کہ ہم بیہودہ باتوں کی طرف کان نہ لگائیں، ممنوع چیزوں کی طرف پیش قدمی

نہ کریں، تیری حلال کی ہوئی چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو ہمارے پیٹ قبول نہ کریں، تیری بیان کی ہوئی باتوں کے سوا ہماری زبانیں گویا نہ ہوں۔ صرف ان چیزوں کے بجالانے کا بار اٹھائیں جو تیرے ثواب سے قریب کریں اور صرف ان کاموں کو انجام دیں جو تیرے عذاب سے بچائیں" ۱۳۔ قمری سال کا نواں مہینہ رمضان المبارک ہے جس میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک چند امور سے تقرب الٰہی کی نیت سے پرہیز کرنے کو روزہ کہتے ہیں اور یہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور تمام ادیان کا اگر مطالعہ کیا جایے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روزہ فقط اسلام میں ہی واجب نہیں بلکہ دوسرے مذاھب میں کسی نہ کسی شکل میں روزہ رکھا جاتا ہے اور تمام ادیان اس کی افادیت کے قائل ہیں۔ البتہ رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنا اسلام ہی کی خاصیت ہے۔ ماہ مبارک رمضان کی وجہ تسمیہ :ماہ رمضان کو" رمضان" کے نام سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟ اس سلسلے میں چند اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک کی الگ الگ دلیلیں ہیں لیکن یہاں ان اقوال میں جو وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے اسی کے ذکر پر اکتفا کریں گے ا :۔ رمضان" رمض" سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ" دھوپ کی شدت سے پتھر، ریت وغیرہ کے گرم ہونے" کے ہیں۔ اسی لئے جلتی ہوئی زمین کو" رمضا" کہا جاتا ہے اور جب پہلی دفعہ روزے واجب ہوئے تو ماہ مبارک رمضان سخت گرمیوں کے ایام میں پڑا تھا۔ جب روزوں کی وجہ سے گرمیوں کا احساس بڑھا تو اس مہینے کا نام رمضان پڑ گیا۔ یا یہ کہ یہ مہینہ گناہوں کو اس طرح جلاتا ہے جس طرح سورج کی تمازت زمین کی رطوبتوں کو جلا دیتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے :"انما سمی رمضان لان رمضان یرمض الذنوب"۔ [رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے] ۲۔ رمضان کو" رمضیٰ" سے لیا گیا ہے جس کے معنیٰ" ایسا ابر و باراں ہے جو موسم گرما کے اخیر میں آئے اور گرمی کی تیزی کو دور کردے"۔ رمضان کا مہینہ بھی گناہوں کے جوش کو کم کرتا ہے اور برائیوں کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ ۳۔ رمضان کسی دوسرے لفظ سے نہیں لیا گیا بلکہ یہ اللہ تعالی کے

مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ چونکہ اس مہینے کو خداوند عالم کے ساتھ ایک خصوصی نسبت حاصل ہے لہذا خدا کے ساتھ منسوب ہونے کی وجہ سے رمضان کہلاتا ہے۔ "لا تقولوا هذا رمضان و لا ذهب رمضان و لا جاء رمضان فان رمضان اسم من اسماء الله تعالى و هو عز و جل لا يجيئ و لا يذهب ولكن قولوا شهر رمضان"۔ [یہ نہ کہا کرو کہ یہ رمضان ہے اور رمضان گیا اور رمضان آیا۔ اس لئے کہ رمضان اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور خداوند عالم کہیں آتا جاتا نہیں ہے لہذا کہا کرو ماہ رمضان] ۲۔۔روزے کی تشریع : قرآن مجید کی ایک آیت میں روزے کی تشریع اور وجوب کے بارے میں صراحت کے ساتھ آیا ہے :"يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون" [اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو] ۱۱۔ اور ایک دوسری جگہ سورہ بقرہ کی آیت 185 میں اس ماہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے خداوند عالم فرماتا ہے :"شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس و بينت من الهدى و الفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه و من كان مريضا او على سفر فعدة ايام اخر يريد الله بكم اليسر و لا يريدكم العسر و لتكملوا العدة و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون" [ماہ مبارک رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں موجود ہیں۔ تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے تو وہ روزہ رکھے، ہاں جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالی تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ تم روزوں کی تکمیل کرو اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بزرگی بیان کرو، شاید تم شکر گزار ہو جاو]۔ اس آیت کریمہ میں ماہ مبارک رمضان میں روزوں کے وجوب کی وجوہات بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اسی بنا پر اسے دوسرے مہینوں پر برتری حاصل ہے۔

سب سے پہلی خاصیت یہ ہے کہ قرآن، جو ہدایت اور انسانی رہبری کی کتاب ہے اور جس نے اپنے قوانین اور احکام کی صحیح روش کو غیر صحیح راستے سے جدا کر دیا ہے اور جو انسانی سعادت کا دستور لے کر آئی ہے، اسی مہینے میں نازل ہوا ہے۔ روایات میں ہے کہ تمام عظم آسمانی کتابیں جیسے تورات، انجیل، زبور، صحیفے اور قرآن مجید اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں۔ روزہ گذشتہ امتوں میں : مفسرین لکھتے ہیں : " موجودہ تورات اور انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ روزہ یہود و نصاری میں بھی تھا جیسا کہ " قاموس کتاب مقدس " میں بھی ہے۔ روزہ ہر زمانے کی امتوں، گروہوں اور مذہب میں غم و اندوہ اور اچانک مصیبت کے موقع پر معمول تھا " ۳۔ تورات میں بھی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے چالیس دن تک روزہ رکھا جیسا کہ لکھا ہے : " جب میں پہاڑ پر گیا تا کہ پتھر کی تختیاں یعنی وہ عہد والی تختیاں جو خدا نے تمہارے ساتھ منسلک کر دی ہیں حاصل کروں اس وقت میں پہاڑ میں چالیس راتوں تک رہا، وہاں میں نے نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا " ۴۔ یہودی جب توبہ کرتے اور رضاء الہی طلب کرتے تو روزہ رکھتے تھے۔ اکثر اوقات یہودی جب موقع پاتے کہ خدا کی بارگاہ میں عجز و انکساری اور تواضع کا اظہار کریں تو روزہ رکھتے ہیں تا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے روزہ اور توبہ کے ذریعے قدس الہی کی رضا و خوشنودی حاصل کریں ۵۔ احتمال ہے کہ " روزہ اعظم یا کفارہ " سال میں مخصوص ایک دن کیلئے ہو جس کا یہودیوں میں رواج تھا البتہ وہ دوسرے وقتی روزے بھی رکھتے تھے مثلاً شلیم کی بربادی کے وقت رکھا گیا روزہ وغیرہ ۶۔ جیسا کہ انجیل سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بھی چالیس دن روزے رکھے۔ " جس وقت عیسی قوت روح کے ساتھ بیابان میں لے جائے گئے تا کہ ابلیس انھیں آزمائے۔ تو انہوں نے چالیس شب و روز روزہ رکھا اور وہ بھوکے رہے " ۷۔ انجیل میں یہ بھی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد ان کے حواری بھی روزہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ انجیل میں ہے : " انہوں نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے کہ یحیی کے شاگرد ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں اور دعا کرتے رہتے ہیں جبکہ تمہارے شاگرد ہمیشہ کھاتے پیتے رہتے

ہیں لیکن ایک زمانہ آئے گا جب داماد ان میں سے اٹھالیا جائے گا اور وہ اس وقت روزہ رکھیں گے"۸۔ کتاب مقدس میں بھی ہے :"اس بنا پر حوارین اور گذشتہ زمانے کے مومنین کی زندگی انکار لذات، بے شمار زحمات اور روزہ داری سے بھری پڑی تھی"۹۔ ۱۔ روزے کی اہمیت : "بنی الاسلام علی خمس : شہادۃ آن لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ وآداء الصلوۃ والزکوۃ وصوم رمضان والحج" [اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے :اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں نماز، زکات، روزہ اور حج]۔ ۲۔ روزہ داروں کی فضیلت :"نوم الصائم عبادة و صمته تسبيح و عمله متقبل و دعاءه مستجاب عند الافطار دعوة لا ترد"۱۴۔ [روزے دار کی نیند عبادت اور اسکی خاموش تسبیح اور اسکا عمل قبول شدہ ہے، اسکی دعا مستجاب ہوگی اور افطار کے وقت اسکی دعا رد نہیں کی جائے گی]۔ ۳۔ روزے کی حکمت :"فرض الله الصيام تثبيتاً للاخلاص"۱۵ [اللہ تعالی نے روزے کو اس لئے واجب کیا ہے تا کہ لوگوں کے اخلاص کو محکم کرے]۔ ۴۔ روزہ بدن کی زکات : حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :"لكل شى زكوة و زكوة الابدان الصيام"۱۶ [ہر چیز کی زکات ہے اور انسانوں کے بدن کی زکات روزہ ہے]۔ ۵۔ روزہ عبادت خالص : "الصوم عبادة بين العبد و خالقه لا يطلع عليها غيره و كذلک لا يجارى عنها غيره"۱۷ [روزہ خدا اور انسان کے درمیان ایک ایسی عبادت ہے جس سے خدا کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہوتا لہذا خدا کے علاوہ کوئی اور اس کا اجر ادا نہیں کرسکتا]۔ ٦ــ روزہ آتش جہنم کی ڈھال :"الا اخبركم بابواب الخير؟ الصوم جنة من النار"۱۸ [کیا میں تمھیں نیکی کے دروازوں کی خبر نہ دوں؟ اسکے بعد فرمایا :روزہ آتش جہنم کی ڈھال ہے]۔ پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :"ان من الدنيا احب ثلاثة اشياء : الصوم فى الصيف و الضرب بالسيف و اكرام الضيف"۱۹ [میں دنیا میں سے تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، موسم گرما کا روزہ، راہ خدا میں تلوار چلانا اور مہمان کا احترام کرنا]۷۔

زندگی کی مشکلات میں روزے سے مدد حاصل کرنا :"و استعینوا فی الصبر و الصلوۃ" کی تشریح میں یہ بھی آیا ہے کہ الصبر الصوم اذا نزلت بالرجل الشدۃ او النازلۃ فلیصم۲۰ [آیہ مبارکہ کی تفسیر میں بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ صبر سے مراد روزہ ہے، جب بھی زندگی میں تمھیں کوئی مشکل پیش آئے تو روزہ رکھو اور اس سے مدد طلب کرو]۔ "صوم القلب خیر من صیام اللسان و صوم اللسان خیر من صیام البطن"۲۱ [دل کا روزہ زبان کے روزے سے بہتر اور زبان کا روزہ پیٹ کے روزے سے برتر ہے]۔ ۸- حقیقی روزہ:"الصیام اجتناب المحارم کما یمتنع الرجل من الطعام و الشراب"۲۲ [روزہ محرمات الٰہی سے پرہیز کا نام ہے جیسا کہ انسان کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے]۔ ۹ بے ارزش روزہ :"لا صیام لمن عصی الامام و لا صیام لعبد عائق حتی یرجع و لا صیام لامراۃ ناشزۃ حتی تتوب و لا صیام لولد عاق حتی یبر"۲۳[، وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے، وہ عورت جو اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے، وہ فرزند جو والدین کا عاق ہو مگر یہ کہ غام واپس آجائے اور عورت توبہ کر لے اور فرزند نیک بن جائے]۔۱۰۔ بہترین اجر وثواب :ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"الصوم لی و انا اجزی بہ"۲۴ [روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا اجر وثواب دوں گا]۔۱۱۔شیطان کے چہرے کا سیاہ ہونا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :"الصوم یسود وجہ الشیطان"۲۵ [روزہ شیطان کے چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے]۔۱۲- روزہ اور تندرستی : پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :"اغزوا تغنموا و صوموا تصحوا سافروا تستغنوا"۲٦ [جنگ و جہاد کرو اور غنیمت حاصل کرو، روزہ رکھو تا کہ سلامت رہو اور سفر کرو تا کہ بے نیاز اور غنی ہو جاو]۔ ۱۳- روزہ اور مغفرت :رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :"یا جابر ہذا شہر رمضان من صام نہارہ وقام وردا من لیلۃ و عف بطنہ و فرجہ و کف لسانہ خرج من ذنوبہ کخروجہ من الشہر فقال جابر

یا رسول الله ما احسن هذا الحديث فقال رسول الله يا جابر و ما اشد هذا الشروط"۲۷[اے جابر، یہ ماہ رمضان کا مہینہ ہے، جس نے اس ماہ میں روزہ رکھا، رات دعا اور عبادت میں گزاری، پیٹ اور شرم گاہ کی عفت کا خیال رکھا اور زبان کو قابو میں رکھا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل گیا جیسے ماہ رمضان سے نکل گیا۔ جابر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ حدیث کس قدر اچھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اے جابر ان شروط پر عمل کرنا اور انکی رعایت کرنا بھی کس قدر مشکل ہے]۔ ۱۴۔فقراء کے ساتھ ہمدردی :"انما فرض الله عزوجل ليستوى الغنى و الفقير------ و ان يذيق الغنى مس الجوع و الالم ليرق على الضعيف و يرحم الجائع"۲۸[خدا نے مسلمانوں پر روزہ واجب کیا ہے تا کہ فقیر اور غنی برابر ہو جائیں------ اور خدا نے روزے کے ذریعے اغنیا کو بھوک و پیاس کی سختی اور درد کا ذائقہ چکھانے کا ارادہ کیا ہے تا کہ وہ ضعفاء اور بھوکے پیاسے لوگوں پر رحم کریں]۔ ۱۵۔ :"قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ---- فالصوم يميت مراد النفس و شهوة الطبع فيه صفاء القلب و طهارة الجوارح و عمارة الظاهر و الباطن و الشكر على النعم و الاحسان الى فقراء و زيادة التضرع و الخشوع و البكاء و حبل الالتجاء الى الله و سبب انكسار الشهوة و تخفيف الحساب و تضعيف الحسنات و فيه من الفوائد ما لا يحصى"۲۹[رسول اللہ صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ خواہشات نفسانی اور طبیعت کی شہوت کو کمزور کرتا ہے، قلب کی پاکیزگی، بدن کے اعضاء کی صفائی کا باعث بنتا ہے اور انسان کے ظاہر و باطن کو آباد کرتا ہے۔ نیز نعمت کے شکر، فقرا پر احسان، اور پروردگار کی بارگاہ میں تضرع اور خشوع اور گریہ و زاری کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح خدا کی محکم رسی سے تمسک اور شہوت کے ختم ہونے اور حساب کتاب میں تخفیف اور نیکی کے دو برابر ہونے کے علاوہ بے شمار حسنات و فوائد کا موجب بنتا ہے]۔ ۱۶ ماہ مبارک رمضان کا بہترین عمل :ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ

مبارک رمضان کی فضیلت میں ایک خطبہ دے رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ماہ مبارک رمضان میں بہترین عمل کون سا ہے؟۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا :"یا اباالحسن افضل الاعمال فی ھذا الشھر الورع عن محارم اللہ"۳۰ [اے ابوالحسن، اس ماہ مبارک میں بہترین عمل محرمات الٰہی کی نسبت ورع اور تقوی اختیار کرنا ہے]۔روزے کے معنوی اثرات ا :۔تربیتی اوراجتماعی اثرات :وجودانسانی میں روزے کے جواثرات پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم اس کا اخلاقی پہلواور تربیتی فلسفہ ہے۔روح انسانی کولطیف تر بنانا، انسان کے ارادے کوقوی کرنا اور انسانی مزاج میں اعتدال پیدا کرنا روزے کے اہم فوائد میں سے ہے۔روزے دار کیلئے ضروری ہے کہ حالت روزہ میں آب وغذا کی دستیابی کے باوجوداسکے قریب نہ جائے اوراسی طرح جنسی لذات سے چشم پوشی کرے اور عملی طور پر ثابت کرے کہ وہ جانوروں کی طرح کسی چراگاہ اور گھاس پھوس کی قید میں نہیں ہے، سرکش نفس کی لگام اسکے قبضے میں ہے اور ہوا وہوس اور شہوات وخواہشات اسکے کنٹرول میں ہیں۔حقیقت میں روزے کاسب سے بڑا فلسفہ یہی روحانی اور معنوی اثر ہے۔وہ انسان جس کے قبضے میں طرح طرح کی غذائیں اور مشروبات ہیں جب اسے بھوک یا پیاس لگتی ہے تو وہ انکے پیچھے جاتا ہے۔وہ درخت جو باغ میں نہر کے کنارے اگے ہوتے ہیں ناز پرورده ہوتے ہیں۔ وہ حوادث کا مقابلہ بہت کم کرسکتے ہیں۔ان میں باقی رہنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔اگرانہیں چنددن پانی نہ ملے توپژمردہ ہوکرخشک ہوجائیں جبکہ وہ درخت جوپتھروں کے درمیان پہاڑوں اور بیابانوں میں اگتے ہیں انکی شاخیں شروع سے سخت طوفانوں، تمازت آفتاب اور کڑاکے کی سردی کا مقابلہ کرنے کی عادی ہوتی ہیں اور طرح طرح کی محرومیوں سے دست وگریبان رہتی ہیں۔ایسے درخت ہمیشہ مضبوط، سخت کوش اور سخت جان ہوتے ہیں۔روزہ بھی انسان کی روح اور جان کے ساتھ یہی عمل کرتا ہے۔روزہ وقتی پابندیوں کے ذریعے انسان میں قوت مدافعت اور قوت ارادی پیدا کرتا ہے اوراسے سخت حوادث کے مقابلے میں طاقت بخشتا ہے۔چونکہ روزہ

سرکش طبائع و جذبات پر کنٹرول کرتا ہے لہذا اسکے ذریعے انسان کے دل پر نور ضیاء کی بارش ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ روزہ انسان کو عالم حیوانات سے بلند کر کے فرشتوں کی صف میں لاکھڑا کرتا ہے۔ "لعلکم تتقون" ان تمام مطالب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ روزہ جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے ڈھال ہے۔ نہج البلاغہ میں عبادات کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ روزے کے بارے میں فرماتے ہیں :"والصیام ابتلاء لاخلاص الخلق" ۳۲ [اللہ تعالی نے روزے کو شریعت میں اس لئے شامل کیا کہ لوگوں میں روح اخلاص کی پرورش ہو]۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "ان للجنة باباً یدعی الریان لا یدخل منها الا الصائمون" ۳۳ [بہشت کا ایک دروازہ ہے جسکا نام ریان یعنی سیراب کرنے والا ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے]۔ ۲۔ روزے کے معاشرتی اثرات :روزہ انسانی معاشرے کیلئے ایک درس مساوات ہے کیونکہ اس مذہبی فریضے کی انجام دہی سے صاحب ثروت لوگ بھوکوں اور محروم افراد کی حالت زار کا احساس کر سکتے ہیں اور انکی مدد کرنے کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ البتہ ممکن ہے بھوکے اور محروم لوگوں کی توصیف کر کے خداوند عالم صاحب قدرت لوگوں کو انکی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو اور اگر یہ معاملہ حسی اور عینی پہلو اختیار کر جائے تو اسکا دوسرا اثر ہو۔ روزہ اس اہم اجتماعی موضوع کو حسی رنگ دیتا ہے۔ ایک مشہور حدیث میں منقول ہے کہ ہشام بن حکم نے روزے کی علت اور سبب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا :"انما فرض الله الصیام لیستوی به الغنی و الفقیر ذلک ان الغنی لم یکن لیجد مس الجوع فیرحم الفقیر و ان الغنی کلما اراد شیئا قدر علیه فاراد الله" دل کا روزہ زبان کے روزے سے بہتر اور زبان کا روزہ پیٹ کے روزے سے برتر ہے "تعالی ان یسوی بین خلقه و ان یذیق الغنی من الجوع و الالم لیرق علی الضعیف و یرحم الجائع" ۳۴ [اللہ تعالی نے روزہ اس لئے واجب کیا ہے کہ فقیر اور غنی کے درمیان مساوات

قائم ہو جائے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ غنی بھوک کا مزہ چکھ لے اور فقیر کا حق ادا کرے کیونکہ مالدار عموماً جو کچھ چاہتے ہیں انکے لئے فراہم ہوتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ اسکے بندوں کے درمیان مساوات ہو اور مالداروں کو بھی بھوک اور درد و رنج کا ذائقہ چکھائے تا کہ وہ کمزور اور بھوکے افراد پر رحم کریں]۔ ۳۔ روزے کے طبی اثرات : طب کی جدید اور قدیم تحقیقات کی روشنی میں امساک [کھانے پینے سے پرہیز] بہت سی بیماریوں کے علاج کیلئے معجزانہ اثر رکھتا ہے جو قابل انکار نہیں ہے۔ شاید ہی کوئی حکیم ہو جس نے اپنی مشروح تالیفات اور تصنیفات میں اس حقیقت کی طرف اشارہ نہ کیا ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بہت سی بیماریاں زیادہ کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ اضافی مواد بدن میں جذب نہیں ہوتا لہذا مزاحم اور مجتمع چربیاں پیدا ہوتی ہیں یا اضافی شوگر کا باعث بنتا ہے۔ عضلات کا یہ اضافی مواد درحقیقت بدن میں ایک متعفن بیماری کے جراثیم کی پرورش کیلئے گندگی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ ایسے میں ان بیماریوں کا مقابلہ کرنے کیلئے بہترین حل یہ ہے کہ گندگی کے ان ڈھیروں کو امساک اور روزے کے ذریعے ختم کر دیا جائے۔ روزہ ان اضافی غلاضتوں اور بدن میں جذب نہ ہونے والے مواد کو جلا دیتا ہے۔ درحقیقت روزہ بدن کو صفائی شدہ مکان بنا دیتا ہے۔ علاوہ ازیں روزے سے معدے کو ایک نمایاں آرام ملتا ہے اور اس سے ہاضمے کی مشینری کی سروس ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ انسانی بدن کی حساس ترین مشینری ہے جو سارا سال کام کرتی رہتی ہے لہذا اس کیلئے ایسا آرام بہت ضروری ہے۔ یہ واضح ہے کہ احکام اسلامی کی رو سے روزے دار کو اجازت نہیں ہے کہ وہ سحری اور افطاری کی غذا میں افراط اور زیادتی سے کام لے۔ یہ اس لئے ہے تا کہ اس حفظان صحت اور علاج سے مکمل نتیجہ حاصل کیا جا سکے ورنہ ممکن ہے کہ مطلوبہ نتائج حاصل نہ کئے جا سکیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زکوٰۃ کے متعلق انتہائی اہم معلومات

زکوۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ پاک ہے: ”اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“ (بخاری شریف، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، حدیث نمبر۸، ج۱، ص ۱۴) زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں نماز اور زکات کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۲) علاوہ ازیں زکوۃ دینے والا خوش نصیب دنیوی واُخری سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔ زکات کی فرضیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اللہ پاک قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو۔ (پ۱، البقرۃ ۴۳) نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا درجہ ہے۔ قرآنِ کریم میں ایمان کے بعد نماز اور اس کے ساتھ ہی جابجا زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا کے ہیں۔ یہ مالی عبادت ہے۔ یہ محض ناداروں کی کفالت اور دولت کی تقسیم کا ایک موزوں ترین عمل ہی نہیں بلکہ ایسی عبادت ہے جو قلب اور رُوح کا میل کچیل بھی صاف کرتی ہے۔ انسان کو اللہ کا مخلص بندہ بناتی ہے۔ نیز زکوٰۃ اللہ کی عطا کی ہوئی بے حساب نعمتوں کے اعتراف اور اس کا شکر بجالانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضاً حَسَناً یُضَاعِفۡهُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ج (سورۃ التغابن 17) ترجمہ! اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا وہ دوگنا کرے تم کو اور تم کو بخشے۔ اس کے مقابلے میں جو لوگ زکوٰۃ ادا

نہیں کرتے اُن کے لئے اللہ کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ اَلْذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَہَا فِیْ سَبِیْلِ االلہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (سورۃ توبہ 34)۔ ترجمہ! جو لوگ جمع رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُن کو خوشخبری سُنا دے عذابِ دردناک کی۔

زکوٰۃ کے متعلق ہر طبقے مثلاً عام لوگ، تاجر، زمیندار اور جانور پالنے والوں کے لئے انتہائی اہم معلوماتا یک لاکھ پر -/2500 روپے زکوٰۃ ادا کی جائے گی — دو لاکھ پر -/5000 تین لاکھ پر -/7500 چار لاکھ پر -/10000 پانچ لاکھ پر -/12500 چھ لاکھ پر -/15000 سات لاکھ پر -/17500 آٹھ لاکھ پر -/20000 نو لاکھ پر -/22500 دس لاکھ پر -/25000 بیس لاکھ پر -/50000 تیس لاکھ پر -/75000 چالیس لاکھ پر -/100000 پچاس لاکھ پر -/125000 ایک کروڑ پر -/250000 دو کروڑ پر -/500000 ہم زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟ اکثر مسلمان رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں سونا چاندی زمین کی پیداوار مال تجارت جانور پلاٹ کرایہ پر دیے گئے مکان گاڑیوں اور دکان وغیرہ کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے — 1۔ زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (حم السجدۃ آیت نمبر 6—7) 2۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن سخت عذاب دیا جائے گا۔ (التوبہ 34—35) 3۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی قوم قحط سالی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ (طبرانی) 4۔ زکوٰۃ کا منکر جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اسکی نماز، روزہ، حج سب بیکار ہیں۔ دوسری جانب زکوٰۃ دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں خوشخبری سنائی ہے — 5 ۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے قیامت کے دن ہر قسم کے غم اور خوف سے محفوظ ہونگے (البقرہ 277) 6۔ زکوٰۃ کی ادائیگی گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا بہت بڑا ذریعہ

ہے(التوبہ 103) زکوٰۃ کا حکم: ہر مال دار مسلمان مرد ہو یا عورت پر زکوٰۃ واجب ہے۔خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا غیر عاقل بشرط یہ کہ وہ صاحب نصاب ہو۔نوٹ۔سود، رشوت، چوری ڈکیتی، اور دیگر حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال ان سے زکوٰۃ دینے کا بالکل فائدہ نہیں ہوگا صرف حلال کمائی سے دی گئی زکوٰۃ قابل قبول ہے۔زکوٰۃ کتنی چیزوں پر ہے–زکوٰۃ چار چیزوں پر فرض ہے۔1۔سونا چاندی 2۔زمین کی پیداوار 3۔مال تجارت 4۔جانور۔سونے کی زکوٰۃ 87: گرام یعنی ساڑھے سات تولے سونا پر زکوٰۃ واجب ہے–(ابن ماجہ 1 / 1448) نوٹ۔سونا محفوظ جگہ ہو یا استعمال میں ہر ایک پر زکوٰۃ واجب ہے۔(سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ اور دیکھئے حاکم جز اول صفحہ 390۔فتح الباری جز چار صفحہ 13 چاندی کی زکوٰۃ 612: گرام یعنی ساڑھے باون تولے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اس سے کم وزن پر نہیں۔(ابن ماجہ) زکوٰۃ کی شرح: زکوٰۃ کی شرح بلحاظ قیمت یا بلحاظ وزن اڑھائی فیصد ہے۔(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ) زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ: مصنوعی ذرائع سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار پر عشر بیسواں حصہ دینا ہوگا ورنہ ہے۔قدرتی ذرائع سے سیراب ہونے والی پیداوار پر شرح زکوٰۃ دسواں حصہ ہے دیکھئے(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)–نوٹ: زرعی زمین والے افراد گندم، مکی، چاول، باجرہ، آلو، سورج مکھی، کپاس، گنا اور دیگر قسم کی پیداوار سے زکوٰۃ یعنی (عشر) بیسواں حصہ ہر پیداوار سے نکالیں۔(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ)–اونٹوں کی زکوٰۃ: پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری اور دس اونٹوں کی زکاۃ دو بکریاں ہیں۔پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)–بھینسوں اور گائیوں کی زکوٰۃ 30 گائیوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔40 گائیوں پر دو سال سے بڑا بچھڑا زکوٰۃ دیں۔(ترمذی 1 / 509) بھینسوں کی زکوٰۃ کی شرح بھی گائیوں کی طرح ہے۔بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ 40: سے ایک سو بیس بھیڑ بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے جبکہ 120 سے لے کر 200 تک دو بکریاں زکوٰۃ۔(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ) چالیس بکریوں

سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ: کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر اسکا کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے جو نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو پھر اس کرائے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر کرایہ سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہو جائے تو پھر زکوٰۃ نہیں۔ شرح زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہوگی۔ گاڑیوں پر زکوٰۃ: کرایہ پر چلنے والی گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اسکے کرایہ پر ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے اور نصاب تک پہنچ جائے۔ نوٹ: گھریلو استعمال والی گاڑیوں، جانوروں، حفاظتی ہتھیار۔ مکان وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں (صحیح بخاری) — سامان تجارت پر زکوٰۃ: دکان کسی بھی قسم کی ہو اسکے سامان تجارت پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مال نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے۔ نوٹ: دکان کے تمام مال کا حساب کر کے اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیں یعنی۔ دکان کی اس آمدنی پر زکوٰۃ نہیں جو ساتھ ساتھ خرچ ہوتی رہے صرف اس آمدنی پر زکوٰۃ دینا ہوگی جو بنک وغیرہ میں پورا سال پڑی رہے اور وہ پیسے اتنے ہو کہ ان سے ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جا سکے — پلاٹ یا زمین پر زکوٰۃ: جو پلاٹ منافع حاصل کرنے کے لیئے خریدا ہو اس پر زکوٰۃ ہوگی ذاتی استعمال کے لیے خریدا گیا پلاٹ پر زکوٰۃ نہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1562) — کس کس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ ماں باپ اور اولاد کے سوا سب زکوٰۃ کے مستحق مسلمانوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ والدین اور اولاد پر اصل مال خرچ کریں زکوٰۃ نہیں۔ نوٹ: (ماں باپ میں دادا دادی، نانا نانی اور اولاد میں پوتے پوتیاں نواسیاں نواسے بھی شامل ہیں۔ زکوٰۃ کے مستحق لوگ 1۔ مساکین (حاجت مند) 2۔ غریب 3۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے 4۔ مقروض 5۔ قیدی 6۔ مجاھدین۔ 7 مسافر (سورۃ التوبہ 60) اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ سونا ہے، کچھ نقد روپیہ ہے، یا کچھ چاندی ہے، کچھ مالِ تجارت ہے، ان کو ملا کر دیکھا جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے اس صورت میں زکوٰۃ فرض ہے —

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شب قدر اور اس کی فضیلت

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے، جو بہت ہی قدرو منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں، دو نکتے جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری، اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ "خیر من الف شھر" کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہئے گا، عطا فرما دے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔شب قدر کا معنی و مفہوم.1 انما سمیت بذلک لعظمہا و قدرھا و شرفہا. (القرطبی، 130 :20) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنی مرتبہ کے ہیں 'چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے، اس لئے اسے "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے۔.2 ان اللہ تعالیٰ یقض الا قضیۃ فی لیلۃ نصف شعبان و یسلمہا الی اربابہا الی اربابہا فی لیلۃ القدر. (تفسیر القرطبی، 130 :20) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو تمام فیصلے فرما لیتا ہے اور چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے، اس وجہ سے یہ "لیلۃ القدر" کہلاتی ہے۔.3 اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے: نزل فیہا کتاب ذو قدر' علی لسان ذی قدر' علی امۃ لہا قدر' و لعل اللہ تعالی انما ذکر لفظۃ القدر فی ھذہ السورۃ ثلاث مرات لہذا السبب. (تفسیر کبیر، 28 :32) اس رات میں اللہ تعالی نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کے لئے صاحبِ قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اس سورہ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔.4 قیل سمیت بذلک لان الارض تضیق

باالملائکة فیھا. (تفسیر الخازن' 4: 395) قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔.5و قال ابو بکر الوراق :سمیت بذلک لأن من لم یکن له قدر و لا خطر یصیر فی ھذه الیلة اذ قدر إذا احیاھا. (تفسیر القرطبی' 20: 131) امام ابو بکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے' اگر چہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔ یہ رات کیوں عطا ہوئی؟ اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر شفقت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غم خواری ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ:ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اری اعمار الناس قبله او ماشاء اللہ من ذلک فکانه تقاصر اعمار امته عن ان لا یبلغوا من العمل' مثل الذی بلغ غیرھم فی طول العمر'فاعطاه لیلة القدر خیر من الف شھر۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کرسکیں گے؟ (پس) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرما دی' جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ (موطا امام مالک' 1: 319' کتاب الصیام' باب ماجاء فی لیلۃ القدر' رقم حدیث: 15) اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا' جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ فعجب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لذلک و تمنی ذالک لامته فقال یا رب جعلت امتی أقصر الامم الاعمارا و أقلھا أعمالا فاعطاه اللہ تبارک و تعالیٰ لیلة القدر. (تفسیر الخازن' 4: 397) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے میرے رب میری امت کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال بھی کم ہوں گے تو

اس پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر عنایت فرمائی۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:یا محمد عجبت امتک من عبادة هولاء النفر ثمانین سنة ' فقد انزل الله علیک خیراً من ذلک ثم مقرأنا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فسر بذلک رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم. اے نبی محترم! آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپ کے رب نے آپ کو اس سے بہتر عطا فرما دیا ہے اور پھر سورۃ القدر کی تلاوت کی، اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔(تفسیر القرطبی، 20: 132) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل یہ کرم فرمایا کہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرمادی اور اس کی عبادت کو اسی نہیں بلکہ 83 سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت لیلۃ القدر فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خصوصیت ہے۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:ان الله وهب لامتی لیلة القدر لم یعطها من کان قبلهم.(الدر المنثور، 6: 371) یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا، جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کرلیتی ہے۔قیل ان العابد کان فیما مضی یسمی عابداً حتی یعبد الله الف شهر عبادة، فجعل الله تعالی لامة محمد صلی الله علیه وآله

وسلم عبادة ليلة خير من الف شهر كانوا يعبدونها. سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جوایک ہزار ماہ تک اللہ تعالی کی عبادت کرتا تھا' لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالی نے اس امت کے افراد کو یہ شبِ قدر عطا کر دی' جس کی عبادت اس ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔(فتح القدیر' 5: 472) گویا یہ عظیم نعمت بھی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں امت کو نصیب ہوئی ہے۔فضیلتِ شب قدر: احادیث کی روشنی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من قام ليلة القدر ايماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه. جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی' اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(صحیح البخاری' 1: 270' کتاب الصیام' رقم حدیث 1910:)اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر وفکر' عبادت و طاعت کی تلقین کی گئی ہے' وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو' ریاکاری یا بدنیتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا' چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدۂ مغفرت بن کر آتی ہے۔حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان هذا الشهر قد حضركم و فيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا حرم الخير. یہ جو ماہ تم پر آیا ہے' اس میں ایک ایسی رات ہے' جو ہزار ماہ سے افضل ہے' جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا' گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔(سنن ابن ماجہ 20 : ' کتاب الصیام' رقم حدیث 1644 :)ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے' جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اذا كان ليلة القدر نزل جبرائيل عليه السلام في

كبكة من الملئكة يصلون على كل عبد قائم او قاعد يذكر الله عزوجل. شب قدر کو جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔(شعب الایمان' 343 :3) شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟ اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسمِ اعظم' جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا' ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے' اس لئے رات تعین نہ فرمائی' تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔عدمِ تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے' کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔(التفسیر الکبیر' 28 :32) ایک جھگڑا علمِ شبِ قدر سے محرومی کا سبب بنا ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی جھگڑا بھی ہے' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعین کی بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرما دیں کہ یہ فلاں رات ہے' لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرما دیا' روایت کے الفاظ یوں ہیں: خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم لیخبر بلیلة القدر' فتلاحی رجلان من المسلمین' فقال :خرجت لأخبرکم بلیلة القدر' فتلاحی فلان و فلان فرفعت. ایک مرتبہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے' لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا' مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اٹھا لی گئی۔(صحیح البخاری' 271 :1' کتاب الصیام'

رقم حدیث 1919 :)اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مذکورہ روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید اس کے بعد تعین شب قدر کا آپ کو علم نہ رہا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ شارحین حدیث نے تصریح کر دی ہے کہ تعین کا علم جو اٹھا لیا گیا تھا تو صرف اسی ایک سال کی بات تھی، ہمیشہ کے لئے نہیں۔ امام بدرالدین عینی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں: فان قلت لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها فی تلک السنة فهل اعلم النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعد ذلک بتعینها؟ قلت روی عن ابن عینیه انه اعلم بعد ذلک بتعینها. اس سال تعین شب قدر کا علم اٹھا لیا گیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تعین کا علم رہا یا نہ؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو اس کے تعین کا علم تھا۔ (عمدة القاری، 11: 138) ہمارے نزدیک آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف تعین کا علم ہے، بلکہ آپ بعض غلاموں کو اس پر آگاہ بھی فرماتے ہیں۔ ایک صحابی کو آگاہ فرمانا حضرت ابن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ الجھنی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول الله ان لی بادیة أكون فیها و أنا أصلی بحمد الله فمرنی بلیلة أنزلها الی هذا المسجد فقال :أنزل لیلة ثلاث و عشرین. میں ایک ویرانے میں رہتا ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز ادا کرتا ہوں آپ مجھے حکم دیں کہ کون سی رات آپ کے ہاں مسجد نبوی میں بسر کرنے کے لئے آؤں تو آپ نے فرمایا رمضان کی تیئسویں رات آجاؤ۔ (سنن ابی داؤد، 1: 203، کتاب الصلاة، باب فی لیلة القدر، رقم حدیث 1380 :) یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رات کو مسجد نبوی میں آکر جاگا کرتے۔ لوگوں نے آپ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ بتاؤ آپ کے والد اس رات کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا: كان یدخل المسجد اذا صل العصر فلا یخرج الا لحاجة حتی یلی الصبح فاذا صلی الصبح وجد دابته علی باب المسجد فجلس علیها ولحق ببادیة. وہ عصر کے بعد صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے اور صبح اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات کی

طرف روانہ ہو جاتے۔اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے لئے شب قدر کی رات الگ الگ ہے۔شب قدر کے تعین کے سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ 1965ء میں حضرت علامہ ڈاکٹر فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ رمضان المبارک میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور آخری عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعتکاف میں بیٹھے۔ رمضان المبارک کی پچیسویں شب نصف شب کے قریب اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اٹھ یہ رات شب قدر ہے۔'' انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں ایک گھڑی (ٹائم پیس) ہے' جس پر اس وقت تقریباً بارہ بج کر پچاس منٹ کا وقت تھا۔فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب قدر کی اطلاع فرمائی ہے' بلکہ اس رات کی خصوصی قبولیت کی ساعت کی بھی نشاندہی فرمادی ہے۔میں جلدی سے اٹھا' وضو کیا' ساتھ ہی راولپنڈی کے ایک نومسلم پروفیسر جو سکھ مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے' بھی معتکف تھے۔میں نے چاہا کہ ان مبارک لمحات کی خبر ان کو بھی کروں' لیکن یہ سوچ کر کچھ دیر کے لئے رک گیا' کہیں یہ افشائے راز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نامنظور نہ ہو' لیکن پھر میں یہ سوچ کر انہیں آگاہ کرنے کے لئے ان کی طرف چلا ہی گیا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے مہمان ہیں۔

اگر منع کرنا مقصود ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا حکم فرمادیتے۔جب میں اس ارادے سے ان کے قریب گیا تو وہ میرے قدموں کی آہٹ سن کر بیدار ہو گئے۔میں نے ان سے کہا پروفیسر صاحب اٹھیں' کیونکہ یہی رات لیلۃ القدر ہے۔وہ مسکرانے لگے ہاں اجابت کی گھڑی بارہ بج کر پچاس منٹ پر ہے۔میں نے حیران ہو کر پوچھا آپ کو کس نے بتایا؟ کہنے لگے کہ جس ہستی کے در پر آپ مہمان ہیں' میں بھی انہیں کا مہمان ہوں۔آپ تو صرف ایک وطن چھوڑ کر در مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے ہیں' جبکہ میں نے اس در کی غلامی کے لئے دو ہجرتیں کی ہیں' ایک اپنے مذہب سے اور دوسری اپنے وطن سے۔لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھی اپنی نوازشاتِ کریمانہ کا مستحق سمجھا اور دولتِ دیدار سے نوازتے ہوئے اس مبارک گھڑی کے

متعلق آگاہ فرما دیا ہے۔شب قدر کی تعین کے بارے میں تقریباً پچاس اقوال ہیں' ان میں سے دو اقوال نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔1۔رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:تحرو الیلة القدر فی الوتر' من العشر الاواخر من رمضان. لیلہ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(صحیح البخاری' 270 :1' کتاب الصوم' رقم حدیث 1913 :) چونکہ اعتکاف کا مقصد بھی تلاشِ لیلہ القدر ہے' اس لئے ان آخری ایام کا اعتکاف سنت قرار دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب تک اللہ تعالی نے اس شب قدر کی تعین سے آگاہ نہیں فرمایا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف کرتے تھے' لیکن جب آگاہ فرما دیا گیا تو وصال تک صرف آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔2۔رمضان المبارک کی ستائسویں شب شبِ قدر کی رات ہے۔جمہور علماء اسلام کی یہی رائے ہے۔امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:قد اختلف العلماء فی ذالک والذی علیه المعظم انها لیلة سبع و عشرین.(تفسیر القرطبی' 134 :20) علماء کا شب قدر کی تعین کے بارے میں اختلاف ہے' لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ لیلہ القدر کی رات ستائیسویں شب ہے۔علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:و کثیر منهم ذهب الی انها اللیلة السابعة من تلک الاوتار.(روح المعانی' 220 :30) علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں ہے۔ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہے۔حضرت زو بن جیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص پورا سال عبادت کرے گا' وہ شب قدر کو پالے گا۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں سے ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے' لیکن آپ نے اس کا ذکر اس لئے کر دیا تا کہ لوگ فقط انہی راتوں کو ہی نہ جاگیں' بلکہ پورا سال عبادت کریں اور اس کے بعد حلف اٹھا کر کہا کہ وہ رات ستائیسویں ہی ہے۔ میں

نے پوچھا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے، وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے۔ جس کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔ 1. انه قال ليلة القدر تسعة حروف وهو مذكور ثلاث مرات فتكون السابعة والعشرين. (تفسیر کبیر، 32: 30) لفظ لیلۃ القدر کے 9 حروف ہیں اور اس کا تذکرہ تین دفعہ ہوا ہے اور مجموعہ 27 ہوگا۔ 2. سورۃ القدر کے کل 30 الفاظ ہیں، جن کے ذریعے شب قدر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس سورہ میں جس لفظ کے ساتھ اس رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ''ہی'' ضمیر ہے اور یہ لفظ اس سورہ کا ستائیسواں لفظ ہے۔ ان السورة ثلاثون كلمة و قوله (هى) هى السابعة و عشرون فيها. تفسیر کبیر، 30: 32 القرطبی، 136 :10 سورۃ کے کل کلمات تیس ہیں (اور ان میں) ھی ستائیسواں کلمہ ہے۔ 3. سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شب قدر کی تعین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: احب الاعداد الى الله تعالى الور واحب الوتر اليه السبعة فذكر السموت السبع والارضين السبع والاسبوع و عدد الطواف. (تفسیر کبیر، 30: 32) اللہ تعالی کو طاق عدد پسند ہے اور طاق عددوں میں سے بھی سات کے عدد کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ اللہ تعالی اپنی کائنات کی تخلیق میں سات کے عدد کو نمایاں کیا ہے مثلاً سات آسمان، سات زمین، ہفتہ کے دن سات، طواف کے چکر سات وغیرہ۔ شب قدر کا وظیفہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ شب قدر کا کیا وظیفہ ہونا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کی تلقین فرمائی: اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنى. اے اللہ تو معاف کر دینے والا اور معافی کو پسند فرمانے والا ہے پس مجھے بھی معاف کر دے۔

(مسند احمد بن حنبل، 6: 171، 182)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید الفطر.... امت مسلمہ کے لیے انعام الٰہی کا دن

یوم عید، ماہِ صیام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ سے انعامات پانے کا دن ہے، تو اس سے زیادہ خوشی ومسرّت کا موقع کیا ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں اِس دن کو ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ”عید کا لفظ ”عود“ سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ ”لوٹنا“ کے ہیں، یعنی عید ہر سال لوٹتی ہے، اس کے لوٹ کے آنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور ”فطر“ کے معنیٰ ”روزہ توڑنے یا ختم کرنے“ کے ہیں۔ چوں کہ عید الفطر کے روز، روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو عباداتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں، تو اِسی مناسبت سے اسے ”عید الفطر“ قرار دیا گیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ مدینہ دو دن بہ طورِ تہوار مناتے اور اُن میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا ”یہ دو دن، جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟“ تو اُنہوں نے کہا ”ہم عہدِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) یہ تہوار اِسی طرح منایا کرتے تھے۔“ یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن مقرّر فرما دیے ہیں، یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔“ (ابوداؤد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدین کے موقعے پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشیاں منانے کی اجازت دینے کے ساتھ، دوسروں کو بھی ان خوشیوں میں شامل کرنے کی ترغیب دی۔ نیز، ان مواقع پر عبادات کی بھی تاکید فرمائی کہ بندۂ مومن کسی بھی حال میں اپنے ربّ کو نہیں بھولتا۔ احادیثِ مبارکہ میں شبِ عید اور یومِ عید کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے، تو اُسے آسمانوں پر ”لیلۃ الجائزۃ“ یعنی ”انعام کی رات“ کے

عنوان سے پکارا جاتا ہے اور جب صبحِ عید طلوع ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ جل شانہ فرشتوں کو تمام بستیوں میں بھیجتا ہے اور وہ راستوں کے کونوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے، جسے جنّات اور انسانوں کے سِوا ہر مخلوق سُنتی ہے، پکارتے ہیں کہ ''اے اُمّتِ محمّد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کریم ربّ کی بارگاہِ کرم میں چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔'' جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں، تو اللہ ربّ العزّت فرشتوں سے فرماتا ہے ''اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جو اپنا کام پورا کرچُکا ہو؟'' وہ عرض کرتے ہیں ''اے ہمارے معبود! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری اور اُجرت پوری پوری عطا کردی جائے''، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اے فرشتو! تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے اُنھیں رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی'' اور پھر بندوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزّت وجلال اور بلندی کی قسم! آج کے دن آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے، عطا کروں گا۔ دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے، اُس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میرے عزّ وجلال کی قسم! مَیں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رُسوا نہ کروں گا۔ مَیں تم سے راضی ہوگیا۔'' (الترغیب والترہیب) کس کی عید...؟؟ بلاشبہ وہ افراد نہایت خوش قسمت ہیں کہ جنھوں نے ماہِ صیام پایا اور اپنے اوقات کو عبادات سے منور رکھا۔ پورے ماہ تقویٰ کی روش اختیار کیے رکھی اور بارگاہِ ربّ العزّت میں مغفرت کے لیے دامن پھیلائے رکھا۔ یہ عید ایسے ہی خوش بخت افراد کے لیے ہے اور اب اُنھیں مزدوری ملنے کا وقت ہے۔ تاہم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین اپنی عبادات پر اِترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''عید اُن کی نہیں، جنھوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گئے اور اُس کے عذاب و عتاب سے ڈر گئے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بہت زیادہ خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اُس پر قائم رہے۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور دسترخوان آراستہ کیے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے نیک بننے

کی کوشش کی اور سعادت حاصل کی۔ عید اُن کی نہیں، جو دنیاوی زیب وزینت اور آرائش و زیبائش کے ساتھ گھر سے نکلے، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جنھوں نے تقویٰ، پرہیز گاری اور خوفِ خدا اختیار کیا۔ عید اُن کی نہیں، جنھوں نے اپنے گھروں میں چراغاں کیا، بلکہ عید تو اُن کی ہے، جو دوزخ کے پُل سے گزر گئے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی مبارک باد دینے کے لیے آنے والوں سے فرمایا'' عید تو اُن کی ہے، جو عذابِ آخرت اور مرنے کے بعد کی سزا سے نجات پا چکے ہیں۔'' اِسی طرح ایک دفعہ حضرت عُمرؓ بن خطاب کے دَورِ خلافت میں لوگ عید کے روز آپؓ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ وہ گھر کا دروازہ بند کیے زاروقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا'' امیرالمومنین! آج تو عید کا دن ہے اور آپؓ رو رہے ہیں؟ حضرت عُمرؓ نے جواب دیا'' لوگو! یہ دن عید کا بھی ہے اور وعید کا بھی۔ آج جس کے نماز، روزے اور دیگر عبادات قبول ہوگئیں، بلاشبہ اُس کی آج عید ہے اور جس کی عبادات قبول نہیں ہوئیں، اُس کے لیے وعید کا دن۔ مَیں اِس خوف سے رو رہا ہوں کہ نہیں معلوم میری عبادات قبول ہوئیں یا اُنہیں رَد کر دیا گیا۔'' چاند رات کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں'' چاند رات'' کو ایک لحاظ سے شرعی پابندیوں سے فرار کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، حالاں کہ چاند رات کو حدیث شریف میں'' لیلۃ الجائزہ'' یعنی'' انعام والی رات'' کہا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' رمضان المبارک کی آخری رات میں اُمّتِ محمّد ﷺ کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ شبِ قدر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' نہیں۔ کام کرنے والے کو مزدوری اُس وقت دی جاتی ہے، جب وہ کام پورا کرلیتا ہے اور وہ آخری شب میں پورا ہوتا ہے، لہٰذا بخشش ہوجاتی ہے۔'' (مسند احمد) جو لوگ پورے ماہِ مقدّس میں تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ پر کاربند رہے، اُن میں سے بھی بہت سے اس رات لہو ولعب میں مشغول ہو کر اپنی ساری محنت اکارت کر بیٹھتے ہیں۔ دراصل، شیطان آزاد ہوتے ہی خلقِ خدا کو تقویٰ و پرہیز گاری کے راستے سے ہٹا کر فسق وفجور کی طرف مائل کرنے کی کوششوں میں لگ جاتا ہے اور بدقسمتی سے بہت سے لوگ اُس کے پُرفریب جال میں پھنس جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی

ہے ”جب یوم عید آتا ہے، تو شیطان چِلّا چِلّا کر روتا ہے، اُس کی ناکامی اور رونا دیکھ کر تمام شیاطین اُس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ”تجھے کس چیز نے غم ناک اور اُداس کر دیا؟“ شیطان کہتا ہے کہ ”ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن اُمّتِ محمّدیہ ﷺ کی بخشش فرمادی ہے، لہٰذا تم اُنھیں پھر سے لذّتوں اور خواہشاتِ نفسانی میں مشغول کر دو۔“ ہم چاندرات بازاروں اور غل غپاڑے میں گزار دیتے ہیں، جب کہ احادیثِ مبارکہؐ میں اس رات میں عبادت کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں عبادت کی نیّت سے قیام کرتا ہے، اُس کا دِل اُس دن بھی فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دِل فوت ہو جائیں گے۔“ (ابنِ ماجہ) مولانا محمّد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ ”دِل کے مردہ ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اِس کا دِل زندہ رہے گا۔ (اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ) ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن (اِس سے) مراد ہو کہ اِس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔“ (فضائلِ رمضان)۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص پانچ راتیں عبادت کرے، اُس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ وہ راتیں یہ ہیں، ذوالحجہ کی 10,9,8 ویں رات، شبِ برات، اور عید الفطر کی رات۔“ (الترغیب والترہیب) لہٰذا، ہمیں چاہیے کہ اس رات بے مقصد گھومنے پھرنے اور گناہ کے کاموں میں گزارنے کی بجائے نوافل، نمازِ تہجّد، تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات میں مشغول رہیں تاکہ اس کی برکات حاصل کر سکیں۔ غریبوں کی مدد عید کے اس پُرمسرّت موقعے پر ہمارا ایک کام یہ بھی ہونا چاہیے کہ آس پڑوس اور رشتے داروں پر نظر دوڑائیں کہ کہیں اُن میں سے کوئی ایسا تو نہیں، جو اپنی غربت اور تنگ دستی کے سبب عید کی خوشیوں میں شامل ہونے سے محروم ہے۔ اگر ایسا ہے، تو یقین جانیے، ہم خواہ کتنے ہی اچھے کپڑے پہن لیں، طویل دسترخوان سجالیں، عیدیاں بانٹتے پھریں، ہماری عید پھر بھی پھیکی ہی رہے گی، بلکہ ایسی عید، عید کہلانے کے قابل ہی نہیں، جس میں دیگر افراد شامل نہ ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو زمانۂ خلافت

میں لوگ عید کی مبارک باد دینے گئے، تو دیکھا کہ امیر المومنین خشک روٹی کے ٹکڑے تناول فرما رہے ہیں۔ کسی نے کہا ''آج تو عید کا دن ہے؟'' یہ سُن کر آپؓ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا ''جب دنیا میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہوں، جنھیں یہ ٹکڑے بھی میسّر نہیں، تو ہمیں عید منانے کا حق کیوں کر حاصل ہے؟'' روایت ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ عید سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپؐ کی نظر ایک بچّے پر پڑی، جو میدان کے ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پیار سے اُس کے سَر پر دستِ شفقت رکھا، پھر پوچھا ''کیوں رو رہے ہو؟'' بچّے نے کہا ''میرے والد اللہ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں۔ میرے پاس نہ کھانے کو کوئی چیز ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔'' یتیموں کے ملجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، فرمایا کہ ''اگر میں تمہارا باپ، عائشہؓ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں اور فاطمہؓ رضی اللہ عنہا تمہاری بہن ہو، تو خوش ہو جاؤ گے؟'' کہنے لگا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس پر مَیں کیسے راضی نہیں ہو سکتا۔'' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچّے کو گھر لے گئے۔ (بعض روایات میں یہ واقعہ کچھ اور الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے) حضرت معروف کرخیؒ اکابر صوفیاء میں شامل ہیں، ایک عید پر نخلستان میں گری کھجوریں چُن رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا ''ایسا کیوں کر رہے ہیں؟'' تو فرمایا ''مَیں نے ایک لڑکے کو روتے دیکھا، تو اُس سے پوچھا ''تم کیوں رو رہے ہو؟'' لڑکا بولا ''مَیں یتیم ہوں۔ یہ لڑکے اخروٹوں سے کھیل رہے ہیں اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اخروٹ خرید کر اُن کے ساتھ کھیل سکوں۔'' اس لیے مَیں کھجوریں چُن رہا ہوں تاکہ اُنھیں فروخت کر کے اُس یتیم بچّے کو اخروٹ لے دوں۔'' (اِحیاء العلوم) صدقۂ فطر صدقۂ فطر ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر واجب ہے، اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقۂ فطر واجب کیا تاکہ روزہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک ہو جائے اور مساکین کے لیے کھانے کا بندوبست بھی ہو جائے۔'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر صدقۂ فطر کا فلسفہ یہی ہے کہ عیدالفطر کی خوشیوں میں غریب مسلمان بھی بھرپور طریقے سے شریک ہو سکیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف ہے کہ ''عیدالفطر

کے دن محتاجوں کو خوش حال بنا دو۔'' گو کہ صدقۂ فطر کبھی بھی دیا جا سکتا ہے، تاہم عام طور پر ماہِ رمضان کے آخری دنوں میں ادا کیا جاتا ہے، جب کہ بہت سے لوگ نمازِ عید کے لیے جاتے ہوئے راہ میں بیٹھے بھکاریوں کو فطرانہ دیتے جاتے ہیں، جو کہ مناسب طریقہ نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ عید سے قبل ہی فطرانہ ادا کر دیا جائے تا کہ ضرورت مند افراد بھی عید کی تیاری کر سکیں۔ اس ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عام طور پر گندم کی قیمت کے لحاظ سے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے، جو جائز ہے، تاہم امیروں کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ کھجور یا پھر کشمش وغیرہ کے حساب سے فطرانہ دیں تا کہ غریبوں کی اچھے طریقے سے مدد ہو سکے، اسی طرح صاحبِ حیثیت افراد کو فطرانے کے علاوہ بھی عید کے موقعے پر صدقہ خیرات کرنا چاہیے کہ اس سے غریبوں کو عید کی خوشیاں نصیب ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ کسی کی دُعا آپ کی زندگی میں بھی مزید خوشیاں بھر دے۔ عید الفطر کی سُنّتیں کُتبِ احادیث میں عید کے دِن کی متعدّد سنّتیں مرکوز ہیں (1) صبح سویرے اُٹھنا: صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ نمازِ فجر کے وقت ہی نمازِ عید کی تیاری کر لیتے تھے۔ حضرت ابنِ عُمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسجدِ نبویؐ میں فجر کی نماز پڑھتے اور پھر اسی حال میں عید گاہ کی طرف نکل پڑتے۔ (2) غسل کرنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے اِس دن کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن بنایا ہے، لہٰذا تم اِس دن غسل کرو۔'' (3) مسواک کرنا (4) نئے یا جو بہتر کپڑے موجود ہوں، پہننا: حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنیں۔'' (طبرانی) خود رسول اللہ ﷺ عید کے دن خُوب صورت اور عمدہ لباس زیبِ تن فرماتے۔ کبھی سبز و سُرخ دھاری دار چادر اوڑھتے، جو یمن کی ہوتی جسے ''بُرد یمانی'' کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ) (5) خوش بُو لگانا (6) شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا (7) عید گاہ جلد پہنچنا (8) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (9) عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا (10) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عید گاہ یا کُھلے میدان میں پڑھنا (11) ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے سے واپس آنا (12) ''اللہ اکبر اللہ اکبر، لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر،

اللہ اکبر وللہ الحمد'' آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف جانا(13) نمازِ عید کے لیے پیدل جانا، تاہم اگر عیدگاہ زیادہ دُور ہو یا کمزوری کے باعث پیدل نہ جاسکتے ہوں، تو سواری پر بھی جانے میں مضائقہ نہیں۔ تفریح، مگر حدود کے اندر... یومِ عید اپنی اصل میں ایک مذہبی تہوار ہے، اس لیے اِس روز ہونے والی تمام سرگرمیوں کو اسی تناظر میں ترتیب دیا جانا چاہیے۔ تاہم، یہ بھی ذہن میں رہے کہ اسلام نے خوشی کے اظہار سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے نزدیک تقویٰ و پرہیزگاری کا مطلب خشک مزاجی اور رُوکھا پن ہے۔ البتہ، اسلام نے تہواروں اور تفریحات کو کچھ حدود و قیود کا پابند ضرور بنایا ہے تاکہ بے لگام خواہشات اور نفس پرستی کی راہ روکی جاسکے۔ عید کا آغاز، دو رکعت نماز سے ہوتا ہے، جو اس بات کا اظہار ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی مذہبی اور تہذیبی روایات میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات سے لاپروا نہیں ہوسکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ''عید کا دن تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کے حجرے کے سامنے حبشہ کے کچھ لوگ نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کرتب دِکھا رہے تھے، آپ ﷺ دروازے میں سے اُنہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے اور مَیں بھی حضورِ اقدس ﷺ کی چادر مبارک کی پیچھے چُھپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ بہت دیر تک مجھے چادر کی اوٹ میں چھپائے اُن غلاموں کا کھیل دِکھاتے رہے۔ جب میرا جی بھر گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ''بس!'' مَیں نے عرض کیا ''جی ہاں،'' فرمایا ''تو جاؤ۔'' (بخاری و مسلم) اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن ہمارے گھر میں کچھ بچیاں جنگِ بعاث سے متعلق کچھ اشعار گنگنا رہی تھیں، اسی دَوران حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے ''اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں یہ ہے؟'' آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا ''اے ابوبکرؓ! انہیں رہنے دو، ہر قوم کے لیے عید کا ایک دن ہوتا ہے، آج ہمارے لیے عید کا دن ہے۔'' (بخاری)

احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ

از
مفسر القرآن فقیہ الاسلام
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

اشاعت کردہ
ماہنامہ دارالعلوم دیوبند
شمارہ : 8-9، جلد : 95
رمضان شوال 1432 ہجری
مطابق اگست ستمبر 2011ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احکام رمضان المبارک ومسائل زکوٰۃ

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا فرض ہے۔ جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے مسلمان نہیں رہتا اور جو اس فرض کو ادا نہ کرے وہ سخت گناہ گار فاسق ہے۔ روزہ کی نیت : نیت کہتے ہیں دل کے قصد وارادہ کو، زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے۔ روزہ کے لیے نیت شرط ہے، اگر روزہ کا ارادہ نہ کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔ مسئلہ : رمضان کے روزے کی نیت رات سے کرلینا بہتر ہے اور رات کو نہ کی ہو تو دن کو بھی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک کرسکتا ہے؛ بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۱) کان اور ناک میں دوا ڈالنا، (۲) قصداً منہ بھر قے کرنا، (۳) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا، (۴) عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہوجانا، (۵) کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادۃً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ، (۶) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا، بیڑی، سگریٹ، حقہ پینا اسی حکم میں ہیں، (۷) بھول کر کھاپی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھاپی لیا، (۸) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی، (۹) دن باقی تھا؛ مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے، روزہ افطار کرلیا۔ تنبیہ : ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ (۱۰) جان بوجھ کر بدون بھولنے کے بی بی سے صحبت کرنے یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے ورنہ ساٹھ روزے متواتر رکھے، بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنے پڑیں گے اور اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے۔ آج کل شرعی غلام یا باندی کہیں نہیں ملتے؛ اس لیے آخری دو صورتیں متعین ہیں۔ وہ

چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں ؛ مگر مکروہ ہو جاتا ہے (۱) بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا بھی روزہ میں مکروہ ہیں ۔ (۲) تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کیے رہنا۔ (۳) فصد کرانا، کسی مریض کے لیے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے ۔ (۴) غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے ۔ (۵) روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو یا جاندار کو، ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے ۔ وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا! (۱) مسواک کرنا ۔ (۲) سر یا مونچھوں پر تیل لگانا۔ (۳) آنکھوں میں دوا، یا سُرمہ ڈالنا۔ (۴) خوشبو سونگھنا۔ (۵) گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔ (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (۷) بھول کر کھانا پینا۔ (۸) حلق میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلا جانا۔ (۱۰) خود بخود قے آجانا۔ (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا۔ (۱۲) دانتوں میں سے خون نکلے؛ مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (۱۳) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہو گئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کر لی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ وہ عذر جن سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے : (۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو، یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بعد رمضان اس کی قضا لازم ہے ۔ (۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کرے ۔ (۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا، تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے ۔ (۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر اگر کچھ تکلیف ودقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو اس سے تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے ۔ (۵) بحالت روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد

سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے، اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت واپس آ گیا جب کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہو یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کر لے۔ (٦) کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے لیے توڑ دینا جائز ہے پھر قضا کر لے۔(٧) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز؛ بلکہ واجب ہے اور پھر اس کی قضا لازم ہوگی۔ (٨) عورت کے لیے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض و نفاس والی عورت جن کے لیے رمضان میں روزہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں، سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔ روزہ کی قضا (١) کسی عذر سے روزہ قضا ہو گیا تو جب عُذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔ (٢) اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے کہ جس میں قضا شدہ روزے ادا کرے تو قضا اس کے ذمہ لازم نہیں۔ سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں، اتنے ہی کی قضا لازم ہوگی۔ سحری روزہ دار کو آخر رات میں صبحِ صادق سے پہلے پہلے سحری کھانا مسنون اور باعثِ برکت و ثواب ہے۔ نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری کی سنت ادا ہو جائے گی؛ لیکن بالکل آخر شب میں کھانا افضل ہے۔ اگر مؤذّن نے صبح سے پہلے اذان دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں؛ جب تک صبح صادق نہ ہو جائے۔ سحری سے فارغ ہو کر روزہ کی نیت دل میں کر لینا کافی ہے اور زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے بِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ اِفطاری آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے، ہاں جب اَبر وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط بہر حال کرنا چاہیے۔ کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے

اور کسی دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں، افطار کے وقت یہ دُعا مسنون ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ تراویح (۱) رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت سنت موکدہ ہے۔ (۲) تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ محلہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ اپنے گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے تو سنت ادا ہوگئی، اگرچہ مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر محلہ ہی میں جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔ (۳) تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا بھی سنت ہے۔ کسی جگہ حافظِ قرآن سنانے والا نہ ملے یا ملے؛ مگر سنانے پر اجرت ومعاوضہ طلب کرے تو چھوٹی سورتوں سے نماز تراویح ادا کریں، اُجرت دے کر قرآن نہ سنیں؛ کیوں کہ قرآن سنانے پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔ (۴) اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت پڑھ چکا ہے، اس کو دوسری مسجد میں اسی رات تراویح پڑھنا درست نہیں۔ (۵) جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئی ہو تو جب امام وتر کی جماعت کرائے اس کو بھی جماعت میں شامل ہوجانا چاہیے، اپنی باقی ماندہ تراویح بعد میں پوری کرے۔ (۶) قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا، نہ مقتدی کو۔ جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ اِعتکاف (۱) اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں رہے اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہوسکیں (جیسے پیشاب، پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت) مسجد سے باہر نہ جائے۔ (۲) رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر بڑے شہروں کے محلہ میں اور چھوٹے دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے اوپر ترکِ سنت کا وبال رہتا ہے اور کوئی ایک بھی محلہ میں اعتکاف کرے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہوجاتی ہے۔ (۳) بالکل خاموش رہنا اعتکاف میں ضروری نہیں؛ بلکہ مکروہ ہے؛ البتہ نیک کلام کرنا اور لڑائی

جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔(۴) اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں، نماز، تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا یا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔(۵) جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے، اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا، تو نماز جمعہ کے لیے اندازہ کر کے ایسے وقت مسجد سے نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔ اگر کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے، جب بھی اعتکاف میں خلل نہیں آتا۔(۶) اگر بلا ضرورت طبعی شرعی تھوڑی دیر کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، خواہ عمداً نکلے یا بھول کر۔ اس صورت میں اعتکاف کی قضا کرنا چاہیے۔ (۷) اگر آخر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو ۲۰/تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تب اعتکاف سے باہر ہو۔(۸) غسلِ جمعہ یا محض ٹھنڈک کے لیے غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا مُعتکف کو جائز نہیں۔شبِ قدر چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرمادی ہے کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے؛ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا؛ تا کہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شبِ قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں شب۔ اور ۲۷ ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت اور توبہ واستغفار اور دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل نماز یا تلاوتِ قرآن یا ذکر وتسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے، حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے، ان راتوں کو صرف جلسوں تقریروں میں صرف کر کے سو جانا بڑی محرومی ہے، تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں، عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ البتہ جو لوگ رات بھر عبادت میں جاگنے کی ہمت کریں، وہ شروع میں کچھ وعظ سن لیں، پھر نوافل اور دعا میں لگ جائیں تو دُرست ہے۔ ترکیب نمازِ عید اول زبان یا دل سے نیت

کرو کہ دو رکعت نمازِ عید واجب مع چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو اور سُبحَانَکَ اللّٰھم پڑھو پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دو اور چوتھی میں باندھ لو اور جس طرح ہمیشہ نماز پڑھتے ہو پڑھو۔ دوسری رکعت میں سورت کے بعد جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہہ کر پہلی، دوسری اور تیسری دفعہ میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دو اور چوتھی تکبیر کہہ کر بلا ہاتھ اُٹھائے رکوع میں چلے جاؤ۔ باقی نماز حسب دستور تمام کرو۔ خطبہ سُن کر واپس جاؤ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مسائل زکوٰۃ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ مسئلہ :اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے یا اس میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر روپیہ یا نوٹ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ نقد روپیہ بھی سونے چاندی کے حکم میں ہے (شامی) اور سامانِ تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ مسئلہ : کارخانے اور مِل وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ فرض نہیں؛ لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اسی طرح جو خام مال کارخانہ میں سامان تیار کرنے کے لیے رکھا ہے اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے (درمختار و شامی) مسئلہ :سونے چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے، زیور، برتن؛ حتی کہ سچا گوٹہ، ٹھپہ، اصلی زری، سونے چاندی کے بٹن، ان سب پر زکوٰۃ فرض ہے، اگرچہ ٹھپہ گوٹہ اور زری کپڑے میں لگے ہوئے ہوں۔ مسئلہ: کسی کے پاس کچھ روپیہ، کچھ سونا یا چاندی اور کچھ مالِ تجارت ہے؛ لیکن علیحدہ علیحدہ بقدر نصاب ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے تو سب کو ملا کر دیکھیں اگر اس مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر اس سے کم رہے تو زکوٰۃ فرض نہیں (ہدایہ) مسئلہ :مِلوں اور کمپنیوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ بشرطیکہ شیئرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال مِل کر شیئر ہولڈر مالک نصاب بن جاتا ہو؛ البتہ کمپنیوں کے شیئرز کی قیمت میں؛ چونکہ مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگ بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے، اُس کو اپنے حصے کے مطابق شیئرز کی قیمت میں سے کم

کر کے باقی کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ سال کے ختم پر جب زکوٰۃ دینے لگے اس وقت جو شیئرز کی قیمت ہوگی وہی لگے گی۔ (درمختار و شامی) مسئلہ : پراویڈنٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ لیکن ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا، اس وقت اس روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ یہ رقم بقدرِ نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جاتی ہو وصولیابی سے قبل کی زکوٰۃ پراویڈنٹ کی رقم پر واجب نہیں، یعنی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ مسئلہ : صاحب نصاب اگر کسی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے تو یہ بھی جائز ہے؛ البتہ اگر بعد میں سال پورا ہونے کے اندر مال بڑھ گیا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ علیحدہ دینا ہوگی۔ (درمختار و شامی) جس قدر مال ہے اس کا چالیسواں حصہ (۴۰----۱) دینا فرض ہے یعنی ڈھائی فیصد مال دیا جائے گا۔ سونے، چاندی اور مال تجارت کی ذات پر زکوٰۃ فرض ہے اس کا ۴۰----۱ دے اگر قیمت دے تو یہ بھی جائز ہے؛ مگر قیمتِ خرید نہ لگے گی، زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو قیمت ہوگی اس کا ۴۰----۱ دینا ہوگا (درمختار، ج ۲:) مسئلہ : ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا کہ جتنے مال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، مکروہ ہے؛ لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا بغیر کراہت کے جائز ہے۔ (ہدایہ ج ۱) مسئلہ : زکوٰۃ ادا ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ جو رقم کسی مستحقِ زکوٰۃ کو دی جائے وہ اس کی کسی خدمت کے معاوضہ میں نہ ہو۔ مسئلہ : ادائیگی زکوٰۃ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر دے دی جائے، جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضہ کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

الحمد للہ! ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم۔ انجمن قاسمیہ (رجسٹرڈ) پیری میٹ چنئی، سیکرٹری۔ جمعیۃ علماء ٹمل ناڈو
رکن۔ آل انڈیا ملی کونسل ٹمل ناڈو، چیرمین۔ آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
تمیم امپیکس لیدر گوڈس پیری میٹ چنئی کی اشاعت وطباعت کردہ دیگر کتابیں
جو منظر عام پر آچکی وہ حسب ذیل ہیں

1 تفسیر مکی جلد اول سورۃ الفاتحہ 461 صفحات شیخ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ شیخ التفسیر والحدیث مسجد الحرام مکہ مکرمہ
2 اسلام میں عورت کا مقام
3 ازواج النبی ﷺ
4 قصص الانبیاء جلد اول
5 قصص الانبیاء جلد دوم
6 منہاج المسلم جلد اول
7 منہاج المسلم جلد دوم
8 خطبات خطیب الاسلام جلد اول معاون مرتب۔از۔ خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
9 خطبات خطیب الاسلام جلد دوم
10 خطبات خطیب الاسلام جلد سوم
11 خطبات خطیب الاسلام جلد چہارم
12 شجرہ طیبہ مع شجرہ سلوک
13 دعوت وتبلیغ کے پیغمبرانہ اصول
14 مجموعہ نماز [اردو وانگریزی]
15 اکسیری عمل قرآنی اردو انگریزی وٹمل
16 درود شریف کا مجموعہ
17 ٹمل ناڈو کے نمائندہ اسلام پسند ادباء۔ [برائے مقالہ۔ایم۔فل]
18 ٹمل ناڈو کے منتخب شعراء کے کلام کا تنقیدی جائزہ! [برائے مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی]
19 تفسیر مکی جلد دوم تا آٹھ جلدوں میں [زیر طباعت]
20 قصیدہ طوبیٰ فی اسماء اللہ الحسنیٰ
21 البرکات مکیہ فی الصلوات النبویہ
22 امیر المومنین فی الحدیث امام العصر رئیس المحدثین
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کا تصوف وسلوک سے وابستگی [مقالہ]

23 رئیس المحدثین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ
(عہد ساز شخصیت اور ترجمان مسلک حنفی وعلماء دیوبند) [مقالہ]
24 آہ ہمارے حضرت مفتی صاحبؒ [مقالہ]
25 عصر حاضر کے اکابر علماء دیوبند [زیر ترتیب]
26 ڈاکٹر مولانا بشیر الحق قریشی کی اردو انشاپردازی (تصانیف کے آئینے میں) [مقالہ]
27 حضرت خطیب الاسلامؒ اور دارالعلوم وقف دیوبند [مقالہ]
28 اردو قصیدہ نگاری میں حضرت شاطر مدراسی کا کردار [مقالہ]
29 ڈاکٹر داؤد محسن کی غزلوں میں اسلامی افکار [مقالہ]
30 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال [مقالہ]
31 خطبات مجاہد جلد اول
32 خطبات مجاہد جلد دوم
33 رمضان المبارک کے خصوصی مضامین
34 مولانا آزاد کا اسلوب نگارش [مقالہ]
35 مولانا آزاد کی غبار خاطر اسلوبیاتی تناظر ایک جائزہ [مقالہ]
36 فکر اقبال اور عصر حاضر کے تقاضے [مقالہ]

الحمد للہ تبارک اللہ یہ تمام کتابیں شعبہ نشر و اشاعت انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی (مدراس) سے
مدارس عربیہ لائبریری کے لیے اپنے کسی بھی نمائندہ کو بھیج کر برائے مفت حاصل کر سکتے ہیں،
فی الحال ہمارے یہاں بذریعہ پوسٹ کتابیں بھیجنے کا کوئی انتظام نہیں ہے
نوٹ : لابریئری یا مدرسے کے لٹیر پیڈ پر کتابیں حاصل کرنے کے لیے درخواست دینی ہوگی!
مزید تفصیلات کے لیے رابطہ فرمائیں!!!

Dr.Maulana Thameem Ahmed Qasmi
[Fazil-e-Deoband, M.A.M.Phil. Ph.D.(Urdu)&DCA]
Anjuman-e-Qasimiyah [Regd]
21/25.E.K.Guru Street, Periamet, Chennai-600003. TN. India.
Gmail : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com.
9444192513 9940251340

Published by :

Anjuman-e-Qasimiyah [Regd]

21/25.E.K.Guru Street, Periamet, Chennai-600003. TN. India.

Gmail : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com.

9444192513 9940251340

Composed & Designed by : M Y K Designs Vaniyambadi - 90426 70426